رسولوں کو بھیجنے کا اہم ترین مقصد نظامِ عدلِ اجتماعی کا قیام ہے

دین کی وحدت کے باوجود انبیاء کی شریعتیں اور منہاج ایک دوسرے سے مختلف تھے

اسلام پاور پالیٹکس کی تعلیم دیتا ہے! یہ ایک علمی مسئلہ ہے جس کا علمی انداز ہی سے جائزہ لیا جانا چاہئے

وزیر اعظم کا دورۂ روس پاک روس تعلقات کے نئے دروازے کھولنے کے مترادف ہوگا

بے نظیر بھٹو اور آصف زرداری کی نااہلی کا فیصلہ خوش آئند ہے مگر...

مسجد دار السلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۲۳/ اپریل ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

حمد و ثنا' تلاوتِ آیات اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد "اسلام اور پاور پالیٹکس" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے فرمایا : ۱۲/ مارچ کو ادارہ منہاج القرآن کے سربراہ جناب پروفیسر طاہر القادری کے خطاب جمعہ کی جو رپورٹنگ اخبارات میں شائع ہوئی' اس میں دو باتیں اہمیت کی حامل تھیں۔ ایک یہ کہ اسلام "پریشر پالیٹکس" کی نہیں بلکہ پاور پالیٹکس کی تعلیم دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کی جماعت کسی ایسے مذہبی اتحاد میں شریک نہیں ہوگی جو خالص دینی اور غیر سیاسی ہو۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان دونوں باتوں کا مخاطب اوّل خود میں اور میری جماعت تنظیم اسلامی ہے۔ وہ اس لئے کہ ہم ہی نے ملک میں نفاذ شریعت کی غرض سے "متحدہ دینی محاذ" کے قیام کے لئے ایک جدوجہد اور کوشش شروع کر رکھی ہے۔ چنانچہ میں نے علامہ طاہر القادری سے منسوب اخباری بیان کی وضاحت حاصل کرنے کے لئے انہیں ۶/ اپریل کو ایک خط تحریر کیا تھا مگر دو مرتبہ کی یاد دہانی کے باوجود تاحال اس خط کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس خاموشی کو میں "توثیق" کے زمرے ہی میں سمجھ رہا ہوں کیونکہ علامہ صاحب نے اپنے بیان کی تردید یا وضاحت کرنا مناسب خیال نہیں کیا۔

جہاں تک کسی خالص دینی محاذ میں شمولیت اختیار نہ کرنے کی بات ہے' انہیں اس فیصلے کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی دینی و سیاسی جدوجہد کے لئے جو طریق کار چاہیں اختیار کریں۔ لیکن جہاں تک علامہ طاہر القادری کی پہلی بات کا تعلق ہے کہ اسلام "پاور پالیٹکس" کی تعلیم دیتا ہے' یہ ایک علمی مسئلہ ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کا علمی انداز ہی سے جائزہ لیا جائے کہ یہ مؤقف کس حد تک درست ہے؟

متحدہ دینی محاذ کے قیام کا پس منظر یہ ہے کہ رمضان المبارک میں اخباری نمائندوں کو قرآن اکیڈمی میں دعوت افطار پر مدعو کیا گیا' اس موقع پر میں نے اسلام کی

منبر و محراب

جانب پیش رفت کے ضمن میں موجودہ حکومت سے شدید مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے یہ تجویز سامنے رکھی کہ اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر دعوت الی الخیر' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کے حوالے سے اگر دینی جماعتیں متحد ہو کر پریشر گروپ کی حیثیت سے حکومت پر دباؤ ڈالیں اور پاور پالیٹکس سے علیحدہ رہ کر اگر یہ کام کیا جائے تو اس سے اسلام کے حوالے سے مثبت نتائج برآمد ہونے کی قوی امید کی جاسکتی ہے۔ میری اس تجویز پر بعض صحافی حضرات نے کہا کہ "متحدہ اسلامی محاذ" کے قیام کا کام آپ خود کیوں شروع نہیں کرتے! اس پر میں نے یہ وضاحت پیش کی تھی کہ خود میں اور میری جماعت اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ہم ایسی بڑی تجویز کو لے کر سامنے آئیں۔ تحریک احیائے امت کے سربراہ صاحبزادہ خورشید گیلانی نے' جو نوائے وقت میں باقاعدگی سے کالم بھی لکھتے ہیں' مجھے گویا "کارنر" کر دیا اور زور دیا کہ اپنی استطاعت کی حد تک امکانی کوشش لازماً کرنی چاہئے لہٰذا مجھے "متحدہ اسلامی محاذ" کے قیام کی دعوت لے کر کھڑا ہونا پڑا۔ چنانچہ اس ضمن میں ابتدائی طور پر قومی اخبارات میں تنظیم اسلامی کی بساط سے بڑھ کر دو اشتہارات شائع کرائے گئے جن میں ملک و ملت کے زعماء اور بہی خواہوں کو حالات کی سنگینی کے پیش نظر اصلاح احوال کی جانب متوجہ کیا گیا اور دینی جماعتوں کے سربراہوں کو دعوت فکر دی گئی کہ جمہوریت کی بحالی اور ناپسندیدہ حکمرانوں سے نجات کے لئے ماضی میں قائم کئے گئے اتحادوں کی منفی سیاست کی بجائے ملک میں نفاذ اسلام کے لئے مثبت طور پر "متحدہ اسلامی محاذ" تشکیل دیں تاکہ "منہاجِ محمدیؐ" پر عمل پیرا ہو کر دینی جدوجہد کو نتیجہ خیز بنایا جاسکے۔ ان اخباری اشتہارات کے بعد دینی جماعتوں کے سربراہوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ امیر جماعت اسلامی محترم قاضی حسین احمد سے جب میں نے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے کرم فرمائی کی اور وہ خود ملاقات کے لئے قرآن اکیڈمی تشریف لے آئے اور انہوں نے صاف الفاظ میں اپنا یہ مؤقف بیان کیا کہ جماعت اسلامی اتحادوں کی سیاست سے مایوس ہو چکی ہے۔ اسی طرح میں نے تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو وہ بھی خود ملاقات کے لئے تشریف لے آئے' انہوں نے اس تجویز پر غور و فکر اور سوچ و بچار کی ضرورت اور افادیت کو محسوس کرتے ہوئے خوش آئند ردعمل کا اظہار کیا اور مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ پروفیسر علامہ طاہر القادری صاحب سے میں خود ملاقات کے لئے ان کے در دولت پر حاضر ہوا' انہوں نے بڑا اعزاز و اکرام کیا اور بحیثیت مجموعی میری تجویز کی تائید کی اور ابتداءً اس تجویز پر عمل درآمد سے پہلے وسیع تر حلقے میں مشاورت اور روابط بڑھانے کا مشورہ دیا۔ اسی طرح

کی ملاقاتیں دیگر دینی جماعتوں کے زعماء سے بھی ہوئیں۔ ملاقاتوں کے اس سلسلے کی ایک حد تک تکمیل کے بعد ہم نے "منہاجِ محمدی کانفرنسوں" کے انعقاد کا فیصلہ کیا تاکہ ملک کی دینی جماعتیں کسی ایک منہاج پر متفق ہو کر جدوجہد کا آغاز کر سکیں۔

منہاج کا معاملہ میرے نزدیک نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ سورۂ مائدہ میں فرمایا گیا ہے کہ ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ یعنی ہر اُمت کے لئے ایک شریعت اور ایک منہاج مقرر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ تمام انبیاءؑ کا دین تو ایک ہی تھا ﴿هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾۔ تاہم دین کی اس وحدت کے باوجود شریعتیں اور منہاج ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ اس حوالے سے "منہاجِ محمدیؐ" پر اپنی نگاہوں کو مرکوز کر دینا چاہئے کہ وہ "منہاج" تھا کیا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک قول ہے کہ اس اُمت کے آخری حصے کی اصلاح نہیں ہو سکے گی مگر صرف اسی طریقے پر، جس سے پہلے حصے کی اصلاح ہوئی تھی۔ حضورؐ کے بعد امت کا دور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر مبنی تھا، جبکہ امت کا آخری دور بھی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر قائم ہوگا۔ گویا جس طریقے پر عمل پیرا ہو کر اُمت کا پہلا حصہ وجود میں آیا تھا اسی پر عمل کرنے سے آخری حصہ کی اصلاح ہو سکے گی۔ چنانچہ سیرت کی روشنی میں "منہاجِ محمدی ﷺ" پر گفتگو کے لئے ملک کے پانچ بڑے شہروں میں کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

ان کانفرنسوں میں مدعو کئے جانے والے مقررین کو جو دعوت نامے ارسال کئے گئے ان کے ساتھ ہی "متحدہ اسلامی محاذ" کی تجویز پر مشتمل وہ پہلا اشتہار بھی منسلک کر دیا گیا تھا جس میں یہ بات وضاحت کے ساتھ درج تھی کہ پاور پالیٹکس سے علیحدہ ہو کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصولوں پر مبنی جدوجہد کے لئے سیرت نبویؐ سے مستنبط لائحہ عمل اختیار کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس کوشش اور جدوجہد کا آخری مرحلہ "نہی عن المنکر بالید" یعنی طاقت کے ساتھ بدی کو روکنا ہے۔ مذکورہ دعوت نامہ میں ہر مقرر کے لئے وقت کی تحدید کا بھی ذکر موجود تھا۔ علامہ طاہر القادری صاحب لاہور میں منعقدہ منہاجِ محمدی کانفرنس میں تشریف لائے اور خطاب بھی فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب کا زیادہ تر وقت اس بات پر صرف کر دیا کہ اس قسم کے اجتماعات میں اس موضوع پر گفتگو مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لئے دینی جماعتوں کے سربراہوں کی گول میز کانفرنس بلانے کی تجویز بھی پیش کی اور اس معاملے میں پہل کرتے ہوئے خود سب سے پہلی گول میز کانفرنس بلانے کا اعلان بھی اعلان کیا جس کا میں نے خیر مقدم کرتے ہوئے بھرپور تائید کی اور اس کانفرنس میں شرکت کا وعدہ بھی کیا۔ بعد ازاں علامہ صاحب نے پاور پالیٹکس کے حق میں دلائل دیئے۔ تقریباً دو سال قبل بھی ایک موقع پر میری دعوت پر پروفیسر صاحب نے قرآن آڈیٹوریم میں منہج انقلاب نبویؐ کے موضوع پر ایک گھنٹہ خطاب فرمایا تھا۔ علامہ صاحب کے اس خطاب کو سن کر یہ بات سامنے آئی کہ میرے اور ان کے نظریات کے مابین کوئی بنیادی فرق نہیں ہے اور وہ کم و بیش انہی اصطلاحات کے حوالے سے گفتگو کر رہے تھے جنہیں میں ۲۰ سال سے بیان کرتا چلا آ رہا ہوں۔ لیکن اب ان کے حالیہ خطابات سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آئی کہ ان کی رائے میری سوچ سے مختلف ہے۔ بہرحال وقت کی پابندی کے اصول کو ملحوظ خاطر رکھنے کی وجہ سے پروفیسر صاحب اپنی بات پوری نہ کر سکے، چنانچہ اپنے انہی خیالات کو انہوں نے اپنے خطاب جمعہ کا موضوع بنایا اور کہا کہ ہم کسی خالص مذہبی و دینی محاذ میں شریک نہیں ہوں گے اور یہ کہ اسلام تو درحقیقت پاور پالیٹکس کی تعلیم دیتا ہے نہ کہ پریشر پالیٹکس کی۔ اس طویل تمہید کے بعد اب ہم آج کے موضوع کی طرف آتے ہیں!

☆ سب سے پہلی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جدید اصطلاحات کا اپنا ایک مخصوص پس منظر ہوتا ہے اور اگرچہ ان اصطلاحات کو اسلام پر منطبق کرنے سے بہت سے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تاہم ان جدید اصطلاحات کے استعمال کی افادیت اور ضرورت اپنی جگہ مسلم ہے کہ اس کے بغیر "ابلاغ" کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ پروفیسر صاحب نے اپنے بیان میں جن جدید اصطلاحات کا حوالہ دیا ہے ان کے بارے میں کچھ تحفظات رکھتا ہوں۔ میرے علم کی حد تک پریشر گروپ کی اصطلاح تو معروف اور مستعمل ہے مگر "پریشر پالیٹکس" کی اصطلاح مروج نہیں ہے۔ اسی طرح پاور پالیٹکس کی اصطلاح کا یہاں استعمال بھی غیر موزوں ہے۔ یہ ایک عامیانہ اصطلاح ہے جس سے بالعموم جوڑ توڑ کی سیاست مراد لی جاتی ہے جبکہ "پاور سٹرگل" (POWER STRUGGLE) ایک بلند تر اصطلاح ہے جس کا مفہوم بڑا وقیع اور سنجیدہ ہے۔ چنانچہ میری رائے میں پاور پالیٹکس کی بجائے "پاور سٹرگل" کی اصطلاح زیادہ موضوع اور مناسب ہے۔ انبیاء کرام کی جدوجہد کے حوالے سے پاور پالیٹکس کی اصطلاح کا استعمال ذوق سلیم پر گراں گزرتا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اسلامی دعوت اور تحریکی جدوجہد میں "قوت کا حصول" ایک درجے مضمر ہوتا ہے۔ وہ اس لئے کہ اسلامی دعوت اور تحریک کا ہدف دین کا قیام ہے۔ چنانچہ اگر آپ کے پاس طاقت نہیں ہے تو پھر دین کیسے قائم ہو سکے گا؟ گویا دین کو غالب و نافذ کرنے کی جدوجہد کو ایک اعتبار سے "پاور سٹرگل" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، اگرچہ حصول اقتدار کی یہ خواہش صرف دین کے غلبہ و نفاذ ہی کے لئے ہوئی ہے۔ سورۂ حدید میں رسولوں کو واضح تعلیمات کے ساتھ مبعوث فرمانے کا اہم ترین مقصد نظام عدل اجتماعی کا قیام قرار دیا گیا۔ چونکہ نظام کی تبدیلی کے بغیر نظام عدل کو قائم کرنا ناممکن ہے لہٰذا نظام کی تبدیلی کے لئے اختیار و اقتدار بلکہ حکومت کا ایسے لوگوں کے پاس ہونا ضروری ہے جو اسلامی نظام رائج کرنا چاہتے ہوں۔ اس لئے کہ معاندین، مشرکین اور کفار تو کبھی نہیں چاہتے کہ زمین پر اللہ کا قانون نافذ ہو!

لیکن اصل سوال یہ ہے کہ حصول قوت و اقتدار کا طریقہ کیا ہو؟ اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ دین اپنا غلبہ چاہتا ہے اور اپنے ماننے والوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ

احباب مطلع رہیں!

یکم مئی کو بعد نماز مغرب، مرکزی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام

قرآن فورم

کے نام سے ماہانہ پروگرام کا آغاز ہوگا ان شاء اللہ

مقام: قرآن کالج آڈیٹوریم ۱۹۱- اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

موضوع: یہودی عزائم اور عالم اسلام

زیر صدارت: **ڈاکٹر اسرار احمد** امیر تنظیم اسلامی

دیگر مقررین میں ایئر کموڈور (ر) طارق مجید اور جناب سعید رومی (مصنف کتاب "شکنجۂ یہود") کے نام نمایاں ہیں۔

اسے غالب کرنے کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیں" لیکن جان و مال کس طریقے سے صرف کیا جائے کہ یہ مساعی اور جدوجہد نتیجہ خیز بھی ہو سکے؟

ہمیں جائزہ لینا چاہئے کہ قرآن مجید نے جن انبیاء و رسل کا ذکر کیا ہے' ان کا منہاج کیا تھا؟ انبیاء و رسل کی مقدس جماعت میں سے پانچ رسول ایسے ہیں جن کا قرآن مجید میں بار بار تذکرہ کیا گیا ہے۔ یعنی حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت صالح' حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام۔

ان سب کی دعوت کا ایک نکتہ تو مشترک نظر آتا ہے کہ ﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ گویا بندگی رب تمام انبیاء کی بنیادی دعوت تھی۔ البتہ سورۂ شعراء میں بندگی کی دعوت کے ساتھ ساتھ ﴿ اَطِيْعُوْنِ ﴾ کا ذکر بھی موجود ہے کہ "بندگی رب کے ساتھ ساتھ میری اطاعت کرو" جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان رسولوں کی دعوت میں پاور سٹرگل مضمر رہی ہے۔ ان تمام رسولوں کی اقوام نے جب ان کی دعوت کو رد کر دیا تو اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان اقوام کو تباہ و برباد کر دیا۔

حضرت ابراہیم کی دعوت اور جدوجہد کا مطالعہ کرنے سے پہلے آپ کی شخصیت کے بارے میں معرفت ضروری ہے۔ آپ خلیل اللہ تھے' امام الناس تھے' ابوالانبیاء تھے۔ حضرت ابراہیم کی دعوت بھی تمام انبیاء کی طرح توحید کی دعوت تھی۔ اس معاشرے میں بت پرستی کے شرک کے علاوہ حکومت و ریاست کی سطح پر بھی شرک موجود تھا کہ نمرود خود کو الوہیت کا حامل قرار دیتا تھا۔ اس بادشاہ سے بھی حضرت ابراہیم کا آمنا سامنا ہوا مگر آپ کی دعوت میں کہیں بھی ﴿ اَطِيْعُوْنِ ﴾ کا تذکرہ موجود نہیں ہے" گویا آپ کی جدوجہد میں نہ تو محاذ آرائی ہے' نہ پاور پالیٹکس موجود ہے اور نہ ہی "پاور سٹرگل" نظر آتی ہے بلکہ آپ نے تو قوم سے مایوس ہو کر وہاں سے مہاجرت اختیار کر لی۔ اس ہجرت کے بعد آپ نے دعوت توحید کے متعدد مراکز قائم کر دیئے۔ بڑے بیٹے اسماعیل کو حجاز کی سنگلاخ زمین میں توحید کی دعوت کے لئے آباد کیا اور چھوٹے بیٹے اسحاق کو فلسطین میں۔

حضرت یوسف کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور پوری سورہ یوسف ان کے ذکر پر مشتمل ہے۔ حضرت یوسف نے جیل کے ساتھیوں کو دعوت توحید سے روشناس کرایا۔ تاہم انہوں نے مصر کے بادشاہ سے جو یہ کہا تھا کہ ﴿ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ﴾ تو اس سے مصر کی حکومت اور اقتدار مراد لینا کسی طرح بھی درست نہیں ہے (جیسا کہ قادری صاحب نے مراد لیا) یہ ضرور ہے کہ آپ کو مصر کی حکومت میں ایک اہم عہدہ دے دیا گیا۔ حضرت یوسف نے یہ عہدہ اس لئے طلب کیا تا کہ عوام الناس کو آنے والے قحط کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔ ان کا یہ عہدہ اسی بادشاہی نظام کے تحت تھا جو اس وقت مصر میں رائج تھا۔ واضح رہے کہ اس وقت مصر میں فراعنہ کی نہیں بلکہ "چرواہے بادشاہوں" کی حکومت تھی جو مشرک تھے۔

چنانچہ حضرت یوسف نے جب اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روکنا چاہا تو اس واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے کہ ﴿ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ ﴾ یعنی مصر میں رائج الوقت نظام بادشاہت کی رو سے حضرت یوسف اپنے بھائی کو روک سکنے پر قادر نہیں تھے' اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خصوصی تدبیر بھائی ﴿ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ﴾ گویا حضرت یوسف کو مصر کی بادشاہت کا منصب حاصل نہیں ہوا تھا بلکہ آپ نے وہاں ایک اہم منصب دار کی حیثیت سے کام کیا' چنانچہ اسے پاور پالیٹکس کیلئے بطور دلیل پیش کرنا نہایت غیر مناسب ہے۔

حضرت موسیٰ کا تذکرہ قرآن مجید میں تمام انبیاء کرام کی نسبت زیادہ تفصیل سے آیا ہے اور قرآن مجید کی ۵۵۵ آیات حضرت موسیٰ کے تذکرہ پر مبنی ہیں۔ حضرت موسیٰ کی جدوجہد میں سب سے نمایاں پہلو بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے آزادی دلانا نظر آتا ہے۔ یہ کہنا کہ آپ نے فرعون کو اللہ کی بندگی و اطاعت اختیار کرنے کی سرے سے دعوت نہیں دی بلکہ فرعون سے براہ راست مطالبہ کیا کہ حکومت ہمارے حوالے کر دو' صریحاً غلط ہے۔ سورۃ النازعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے پوری دلسوزی اور دردمندی سے فرعون کو ایمان لانے کی دعوت دی۔ حضرت موسیٰ کا ہمیشہ فرعون سے یہ مطالبہ رہا کہ میری قوم بنی اسرائیل پر ظلم و تعدی کو بند کر دو اور انہیں میرے ساتھ جانے دو۔ فرعون کو حکومت سے ہٹانے کی جدوجہد کا کوئی سراغ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جدوجہد میں نہیں ملتا۔

حضرت عیسیٰ کو "روح اللہ" اور "کلمۃ اللہ" کے اعلیٰ القابات عطا ہوئے۔ ان کی دعوتی زندگی میں پاور پالیٹکس اور پاور سٹرگل تو بہت دور کی بات ہے "پالیٹکس" کا بھی کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ بلکہ حضرت موسیٰ کے منہاج کے برعکس حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی آزادی کے لئے بھی آواز بلند نہیں کی۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ کی بعثت کے زمانے میں بنی اسرائیل رومیوں کے محکوم تھے اور وہاں اس وقت آزادی کی ایک تحریک چل رہی تھی' Zealots نام کا ایک گروپ رومن اقتدار کو ختم کرنے کے درپے تھا۔ تاہم اس تحریک کے بعض ارکان کی سرتوڑ کوشش کے باوجود حضرت مسیح نے رومیوں کے خلاف اور تحریک کے حق میں کبھی کوئی بیان نہیں دیا۔ آپ کی دعوت کا مرکزی نکتہ روح دین کا احیاء تھا۔ اب تک کی گفتگو سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آگئی ہے کہ تمام انبیاء کے منہاج الگ الگ تھے' اور یہ تمام منہاج اپنی جگہ درست تھے مگر ہمارے لئے اصل نمونہ اور مثال منہاج محمدی ﷺ ہی ہے۔

اب آیئے خاتم النبیین' آخر المرسلین' رسول کامل' رسول انقلاب محمد ﷺ کے منہاج کی طرف' آپ کی زندگی اور سیرت ایک کامل و مکمل انقلاب ہی نہیں بلکہ ایک کامل اور مکمل منہاج کا مرقع ہے۔ حضور ﷺ کے علاوہ کسی نبی اور رسول کی جدوجہد سے اللہ کا دین غالب نہیں ہو سکا' اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام کا ہدف اقامت دین اور غلبہ دین ہی تھا لیکن ہر نبی و رسول اپنی زندگی میں انقلاب کے لئے درکار مراحل میں سے ابتدائی مراحل ہی طے کر پائے۔ انہیں معاشرے سے وہ تائید حاصل نہیں ہو سکی جس کی بنیاد پر تحریک کو آگے بڑھایا جاتا۔ حضرت موسیٰ قوم بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر جب ارض فلسطین کی طرف لے گئے تو قتال کے مرحلے پر قوم نے اپنے نبی کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جس کے باعث غلبہ و اقامت دین کا مشن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

حالات حاضرہ

اپوزیشن لیڈر بے نظیر بھٹو اور ان کے شوہر مسٹر آصف زرداری کی اعلیٰ عدالت کی جانب سے نااہلی اور سزا کا فیصلہ اگرچہ ایک لحاظ سے خوش آئند ہے مگر اس معاملہ کا یکطرفہ ہونا اور چیف احتساب کمشنر کو غیر مؤثر بنا کر ایک متنازعہ شخصیت کو احتساب کمیشن کا چیئرمین بنانا احتساب کے عمل کو مشکوک بنا دیتا ہے۔ احتساب کا یہ عمل دو طرفہ ہونا چاہئے اور حکومت یا اپوزیشن کی تفریق سے بالاتر ہو کر دونوں طرف کے قصوروار افراد پر مقدمات قائم ہونے چاہئیں' بصورت دیگر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا اشتعال اور احتجاج شدت اختیار کر کے سندھی اور پنجابی مسئلے کے دوبارہ سر اٹھانے کا موجب بن سکتا ہے جو بظاہر دبا ہوا نظر آتا ہے لیکن پیپلز پارٹی کی کال پر اندرون سندھ ہونے والے احتجاجی مظاہروں اور ہڑتالوں سے اس بات کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے' کہ گ

"آگ بجھی ہوئی نہ جان' آگ دبی ہوئی سمجھ"۔

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کا حالیہ دورۂ روس "دیر آید درست آید" کی کہاوت کے مطابق پاک روس تعلقات میں نئے دروازے کھولنے کا موجب ہو گا جو نہ صرف پاکستان اور روس کے حق میں بلکہ اس خطے میں پائیدار امن کے قیام کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔ اسی طرح مسئلہ کشمیر میں روس کی طرف سے ثالثی کی پیشکش کرنا خوش آئند ہے اور امید کی جا سکتی ہے کہ اب ان شاء اللہ اس تنازعہ کے حل کی بھی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکل آئے گی۔

کوسوو کا المیہ۔ مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

ضیاء الدین

NATOاور امریکہ کی فوج کے یوگوسلاویہ پر فضائی حملوں نے عالم اسلام کو حیرت زدہ کر دیا اور وہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ کہیں اصلیت کی پردہ داری کے لئے یہ ایک سراب تو نہیں تھا۔ یہ خیال بھی ظاہر کیا گیا کہ عراق کے مقابلہ میں یوگوسلاویہ پر بمباری اور میزائلوں کے حملے ۲۰ فیصد بھی نہیں۔ ماضی میں امریکہ نے کرنل قذافی کو طرابلس میں قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ مزید برآں سرائیو میں جب تک بوسنیا کے مسلمانوں کی مزاحمت کا خاتمہ نہیں ہوا امریکہ سرائیوو کے مشرق کا تماشائی بنا رہا اور پھر جب مسلمانوں کا اسلحہ تقریباً ختم ہو گیا تب یہ قدم اٹھایا گیا۔ گویا کہ مغربی طاقتیں مسلمانوں کی مکمل تباہی کا تماشہ دیکھتی رہیں حالانکہ وہ اس سے پہلے بھی Koradzic فوج کی نسل کش کارروائیوں کو فضائی حملوں سے روک سکتے تھے۔ اس سے قبل چشم فلک نے سوڈان جیسے قحط اور آفت زدہ مسلمان ملک کے ادویات کے کارخانے کی مکمل تباہی کا نظارہ بھی کیا تھا جبکہ عراق جو نافرمانی کی سزا بھگتنے کے باوجود اب بھی روزانہ کسی نہ کسی غلط اور جھوٹی افواہ کا سزاوار بنتا ہے' کو اپنے دوغلے پن کا ادراک تو ہو گا کیونکہ یہ دو طرفہ کھیل کھیلتا رہا تھا۔ عراق میں حزب اختلاف اور مخالفین کو جس بیدردی سے قتل کیا گیا اس نے گلف ریاستوں میں خوف کی لہر دوڑادی تھی۔ لہٰذا ابتداء میں امریکن مداخلت کو کسی حد تک خوش آمدید کہا گیا لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ان کو عراق کے خلاف کارروائیوں سے کون روکے گا۔ ایران چونکہ خود امریکہ کے ہدف پر ہے اس لئے وہ بھی محتاط ہے۔ کیونکہ کوئی معمولی سا بہانہ بھی ایران کو جدید ترین تباہ کن آلات کا نشانہ بنا سکتا ہے۔

البتہ ایران نے دوسرے مسلمان ممالک کے ساتھ بوسنیا کے مسلمانوں کی عملی اور اخلاقی امداد کے لئے مسلم مجاہدین بھیجے تھے۔ نامساعد حالات کے باوجود یہ مجاہدین بہادری سے لڑتے رہے لیکن جنگ کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے بوسنیا کی حکومت کو مجبور کیا کہ مجاہدین کو واپس کر دیا جائے۔

مستقبل کا تصور خاصا مایوس کن ہے جس میں امریکہ کی جارحیت کو مبازرت کا کوئی اندیشہ نہیں جبکہ اقوام متحدہ کا کردار بطور امن کنندہ NATO نے سنبھال لیا ہے۔ چونکہ مغربی طاقتیں اسلام کو اپنے نظام کے لئے خطرہ گردانتی ہیں اس لئے اب باقی مسلمانوں کو اپنی باری کا انتظار کرنا چاہیئے۔ کوئی بھی فرد و بشر جس میں انسانیت کا درد باقی ہے نیٹو کے حالیہ حملوں کے بعد بوسنیا کے مسلمانوں کی حالت زار اور جن غیر انسانی مشکلات سے وہ گذر رہے ہیں' ان پر خاموش نہیں رہ سکتا۔

نسل کشی اور قومی تباہی تو گزرے زمانے کے حوادث ہیں۔ چنانچہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو صحیح سمت متعین کرنی چاہیے کیونکہ عراق اور کوسوو کسی طرح یکساں نہیں ہیں۔ کوسوو کے باشندوں کو جس طرح تباہ کیا جا رہا ہے اس کیلئے ہر قسم کی طاقت کا استعمال فوری اور اشد ضروری ہے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ امریکہ اور اس کے حواری سربیا پر سے ظلم اور جارحیت کا خاتمہ واقعی کرنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے فوجی اور سیاسی قوت کے استعمال سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ اگر یہ حملے صرف ہاتھی کے دانت کی مانند دکھاوے کے لئے ہیں تو یہ کہنا بے جا نہیں کہ امریکہ اور یورپی طاقتیں کہیں بھی کسی آزاد و خود مختار مسلم ریاست کو نہیں دیکھنا چاہتے۔ ایسی صورت میں مسلمان ممالک پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ کیا مسلمان حکومتیں ان حالات کے واقع ہونے تک خاموش تماشائی بنی رہیں اور اپنی تباہی کا انتظار کریں۔ یقیناً یہ صورت حال پسندیدہ نہیں۔ چنانچہ دوسری صورت میں بہتر ہو گا کہ امت مسلمہ کو اس طرح منظم کیا جائے کہ ان کے جغرافیائی اور سیاسی مستقبل کو یورپی مرکزیت سے جدا کر دیا جائے۔ دنیا میں اس امر کی شدت سے احتیاج ہے کہ سچائی اور انصاف کے تقاضوں کو پھر سے رائج کیا جائے۔ چنانچہ یہ اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام سے ہی ممکن ہے۔ اگر ہمیں انسانیت سے والہانہ اُنسیت کو واپس لانا ہے اور کوسوو کو محفوظ کرنا ہے تو اسلام کے نظام کو قائم کرنے کے لیے متحد ہونا ہو گا۔ جیسا کہ اقبال نے فرمایا ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

گوشہ خلافت

خلافت کی ضرورت

فرقان دانش خان

حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں خلافت کے معنی بیان کئے ہیں۔ اس بحث کا خلاصہ حسب ذیل ہے : "یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی رسالت عام تھی یعنی آپؐ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں آپؐ نے جن امور کا خصوصیت سے اہتمام فرمایا اگر ان سب جزئیات سے کلیات بنائی جائیں اور ان کلیات سے کلی واحد یا جنس اعلیٰ معلوم کریں تو ثابت ہو گا کہ آپؐ کی تمام کوششوں کا آخری ہدف "دین کا قیام یعنی اقامت دین تھا جس کے تحت یہ کلیات آتی ہیں :

۱) علوم دین کا احیاء' قرآن و سنت کی تعلیم اور وعظ و نصیحت کا انتظام
۲) ارکان اسلام کا قیام و استحکام
۳) غزوات کا اہتمام
۴) مقدمات کا انفصال اور قاضیوں کا تقرر
۵) فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ادائیگی
۶) عمال و حکام کی نگرانی وغیرہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے واضح ہے کہ آپؐ نے مذکورہ بالا امور کا خود اہتمام فرما کر ان کی ضرورت و اہمیت کو واضح فرمایا۔ مثلاً آپؐ نے ان امور کے انتظام کے لئے نائب مقرر فرمائے۔ علوم دین کی اشاعت و ترویج' قرآن و سنت کی تعلیم اور وعظ و نصیحت کے لئے صحابہؓ کو ممالک میں بھیجا۔ جمعہ و عیدین و نماز پنجگانہ کی امامت خود فرمائی۔ وصول زکوٰۃ کے لئے عامل مامور کئے۔ رویت ہلال کی شہادت آپؐ کے حضور میں پیش ہوئی۔ حج کا اہتمام بعض اوقات خود فرمایا بعض اوقات نائب مقرر کئے۔ غزوات کی سپہ سالاری خود کی اور سرایا میں امراء نائب سے کام لیا' مقدمات کے فیصلے کئے۔ قاضیوں کا تقرر بھی عمل میں آیا۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔

تاہم آپؐ کی وفات کے بعد دین کے قیام و حفاظت کے لئے نائب یا خلیفہ کا تقرر ضروری تھا تاکہ وہ اقامت دین کی مذکورہ بالا خدمات کو انجام دے"۔ یہی خلافت کا مفہوم اور خلافت سے یہی مراد ہے۔

"میں محو حیرت ہوں، سوچتی ہوں"

(مرکزی خیال ایک انگریزی نظم سے ماخوذ ہے)

مسز سعید اسعد

میں محو حیرت ہوں، سوچتی ہوں
وہ پاک ہستی
وہ جان سے بھی عزیز ہستی
فدا ہوں جن پر ابی وامی
خدائے واحد بھی جس کو چاہے
وہ جس کی نعتیں سنا سنا کے یہ ساری اُمت
تمام عالم کو یہ بتائے
ہمارا محبوب وہ نبی ہے
جو آخری ہے
ہر ایک شے سے عزیز تر ہے
ہم اس کی خاطر یہ جاں لٹا دیں، جہاں لٹا دیں
جہاں کی ہر ایک شے لٹا دیں
ہم اس کے ابرو کے اِک اشارے پہ اپنا خون جگر بہا دیں

میں سوچتی ہوں
اگر اچانک کبھی وہ ملنے کو آئیں ہم سے
بس ایک دو دن گزارنے کو
تو شادیٔ مرگ ہم پہ ہوگی؟
ہم ان کی آؤ بھگت کریں گے؟
ہم ان کو سر آنکھ پر بٹھائیں؟
یا ان کے قدموں تلے بچھیں گے؟

رکو ذرا اور مجھے بتاؤ
میں سوچتی ہوں
ہمارے در پر وہ پاک ہستی اچانک آئے تو کیا کریں گے؟
ہم عاشقوں کی طرح ان سے ملنے کو
آگے بڑھ کر سراپا چشم براہ ہوں گے؟
یا اُلٹے قدموں لباس اپنے بدلنے جائیں گے اپنے گھر کو؟
چھپائیں گے کچھ کتابیں اپنی؟
یہ رنگ برنگے رسالے اپنے؟
اور ان کی جگہوں پہ لا سجائیں گے ان کی باتیں
حدیث و قرآں کی پیاری جلدیں
اور اپنے ٹی وی اور ویڈیو کو چھپانے دوڑیں گے
ان کے ڈر سے؟
کہ کہیں یہ فتنے کی ساری چیزیں وہ دیکھ نہ لیں
وہ جن کی چاہت میں ہم نے لکھی ہیں لاکھوں نعتیں
وہ جن کی آمد ہمارے نزدیک باعث رحمت و شرف ہے
ہم ان کی آمد پہ کیا کریں گے؟

میں سوچتی ہوں
جو کل کیا تھا وہی کریں گے؟
جو کل کہا تھا وہی کہیں گے؟
ہمارا طرز رہن سہن کیا یونہی رہے گا؟
ہماری گپ شپ ہمارا اندازِ زندگی کیا یہی رہے گا؟
ہمارے صوم و صلوٰۃ بھی تشنۂ شوق ہی رہیں گے؟
وہ سب کتابیں جو کل پڑھی تھیں کیا آج بھی ہم وہی پڑھیں گے؟
وہی سب قصیدے جو کل کہے تھے وہی آج بھی کہیں گے؟
کیا ہم یہ چاہیں گے؟
وہ سب خیالات اور ارادے جو آج تک اس دماغ میں ہیں
انہیں بتائیں؟
ہم اپنے پیاروں سے دوستوں سے
انہیں ملائیں؟

یا ہم یہ چاہیں گے
ان کے ناخ میں آ نہ جائیں
یہ ساری باتیں، یہ سب ارادے
اور ان کی آنکھیں نہ دیکھ پائیں
ہماری مجلس کو، دوستوں کو
ذرا یہ سوچو، بتاؤ مجھ کو
کہ وہ جو ہیں رحمت دو عالمؐ۔ نبی آخرؐ۔ رسول اکرمؐ
انہیں گھر اپنا دکھا سکیں گے؟

یہ انقلاب حیاتِ دوراں
یہ روز و شب کا حسیں تغیر
ہم اپنے گھر میں بھی لا سکیں گے؟
ہم ایسی ہستی سے کہہ سکیں گے؟
ہمیشہ رہنا ہمارے گھر میں!
یا اپنے ہاتھوں سے در کو بند کر کے ہم کہیں گے
کہ آ نہ جائے ہمارے گھر میں کہیں یہ رحمت
وہ پاک ہستی!
وہ جان سے بھی عزیز ہستی!!
فدا ہوں جن پر ابی وامی
میں محو حیرت ہوں
میں سوچتی ہوں

تحریکی کارکن کی ترجیحات اور ہدف!

تحریر : میم سین، کراچی

تحریکی کارکن جب اپنے مسائل کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک مسئلہ ایسا نظر آتا ہے جو مشترک ہے اور وہ ہے وقت کی کمی کا مسئلہ۔ چاہے تنظیم کا امیر ہو، نقیب ہو یا عام رفیق۔ آیئے غور کریں کہ ایسا کیوں ہے؟ جب ہم اپنے معمولات کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ یہ چلتا ہے کہ روزانہ کم از کم آٹھ گھنٹے تو دفتر میں گزرتے ہیں۔ دو سے تین گھنٹے دفتر آنے جانے میں جبکہ چھ سے آٹھ گھنٹے سونے میں گزرتے ہیں۔ گویا چوبیس گھنٹوں پر مشتمل دن میں ۱۹ گھنٹے یوں گزر جاتے ہیں۔ اب ہمارے پاس تقریباً پانچ گھنٹے رہ جاتے ہیں جنہیں ہم متفرق مصروفیات میں گزارتے ہیں۔ بال بچوں کو وقت دینا، مطالعہ یا دیگر مشغولیات کے لئے وقت نکالنا۔ دوست احباب اور عزیز و اقارب کے ہاں تقریب میں آنا جانا یا اور بھی بے شمار مصروفیات ہو سکتی ہیں۔ یہ تو کم از کم معمولات ہیں، کاروباری حضرات تو اس سے زیادہ وقت اپنی کاروباری مصروفیات میں گزارتے ہیں نتیجتاً ان کے ملازمین کو بھی ان کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔

اب آیئے غور کریں کہ ان مصروفیات کا حاصل کیا ہے۔ زندہ رہنے کے لئے کھانا، کپڑا اور مکان انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہے۔ پھر اپنے معیار زندگی کو نہ صرف برقرار رکھنا بلکہ اسے بہتر سے بہتر بنانا انسان کی فطری خواہش ہے۔ گویا روزانہ ہم تقریباً پچاس فیصد حصہ بقائے زیست کے لئے وقف کر دیتے ہیں خواہ وہ بلند تر معیارِ زندگی کی خواہش کی تکمیل کے لئے ہو یا بیوی بچوں کی فرمائشوں کی تعمیل کے لئے یا ان کا مستقبل بہتر بنانے کے لئے! سب جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ یہیں رہ جانا ہے کیونکہ یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے۔ ہمارا دائمی قیام گاہ وہ جنت گم گشتہ ہے جس کے حاصل کرنے کی تڑپ ہمارے دلوں میں ہمہ وقت موجزن رہنی چاہئے۔ ہماری دیگر مشغولیات کیا ہیں۔ ہر شخص واقف ہے کہ ان مصروفیات کا کتنا حصہ ہمارے پیش نظر ہدف کے حصول کے لئے ہے۔ بے شک عزیز و اقارب اور دوست و احباب کا بھی حق ہے۔ ہم بڑے زور سے اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے پڑوسیوں کا بھی اور تمہارے ملاقاتیوں کا بھی تم پر حق ہے۔ لیکن ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ ارشادات گرامی کس تناظر میں وارد ہوئے ہیں۔ یہ بات تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے سے فرمائی گئی ہے جن کا سارا جھکاؤ عبادات کی طرف ہو گیا تھا اور کسی نے شادی سے زندگی بھر کے لئے گریز کی راہ اختیار کرنا چاہی تھی تو کسی نے کھانے پینے سے لاتعلق رہنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اب ہمارا حال کیا ہے؟ ہمارا سارا جھکاؤ دنیا ہی کی طرف ہو کر رہ گیا۔ الا ماشاء اللہ۔ ہم سے تو یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ تمہارے دین کا بھی تم پر حق ہے۔ جب کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ موجودہ صورتحال میں جبکہ دین ساری دنیا میں مغلوبی کی کیفیت میں ہے، اس کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنا ہمارے لئے فرض عین کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کے باوجود ہمارے لئے دن کے چوبیس گھنٹوں میں محض ڈیڑھ گھنٹے دین کے لئے وقف کرنا محال نظر آتا ہے۔ جبھی تو ہم وقت کی کمی کا رونا روتے رہتے ہیں حالانکہ دن چوبیس گھنٹے سے کسی صورتحال میں بڑھ نہیں سکتا۔ ہم غور کریں کہ اگر ہمیں کوئی بڑی سے بڑی دنیاوی ضرورت پیش آتی ہے تو ہم اس کے لئے وقت بھی انہیں چوبیس گھنٹوں میں سے نکال لیتے ہیں۔ کیا اس دنیا میں ایسے لوگ موجود نہیں ہیں جو رات گئے تک اس لئے اوور ٹائم لگاتے ہیں تاکہ دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیسے بنائے جا سکیں۔ اصل بات ترجیحات کی ہے کہ آیا ہم دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں یا آخرت کو دنیا پر! فیصلہ ہمارے اپنے ہی ہاتھوں میں ہے۔ ہمیں تو اللہ سے تعلق جوڑنے کے لئے دنیا سے اتنا ہی تعلق رکھنا ہے جتنا کہ ناگزیر ہے۔ لیکن اکثر و بیشتر ہمارا طرز عمل عام دنیاداروں سے مختلف نظر نہیں آتا۔ اس تناظر میں ہمیں سورۃ الکہف کے آخری رکوع میں واردان آیات پر غور و فکر کرنا چاہئے۔ الحمد للہ ہم اللہ کی آیات کے ماننے والے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے۔ اس لئے ہمیں خاص طور پر ان آیات پر غور و فکر کرنا چاہئے۔ "(اے نبیؐ) آپ فرما دیجئے کہ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو سب سے زیادہ گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔ وہ جن کی ساری سعی و جہد دنیا کی زندگی ہی میں گم ہو کر رہ گئی اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں"۔ اب بھی وقت ہے ہمیں اپنے طرز عمل کی اصلاح کرنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے بھی سارے اعمال اکارت جائیں اور قیامت کے دن ہمارے لئے کوئی میزان نصب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی ذلت و خواری سے محفوظ فرمائے۔

تربیت گاہ برائے معلمین حلقہ جات

تربیت گاہ برائے معلمین حلقہ جات ہفتہ بعد نماز عصر ۸ تا ۱۵ مئی ۹۹ء مرکزی دفتر گڑھی شاہو منعقد ہو رہی ہے، حلقہ جات کے معلمین نوٹ فرمالیں۔

پریس ریلیز

انتخابی سیاست کو ترک کر کے انقلابی جدوجہد کی راہ اختیار کرنے کا اعلان خوش آئند ہے

ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان کے بیان پر امیر تنظیم کا تبصرہ

۲۴/اپریل= امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد نے ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان علامہ سید ریاض حسین کے اس بیان کو نہایت خوش آئند قرار دیا ہے کہ ہم آئندہ انتخابی سیاست کو ترک کر کے انقلابی جدوجہد کی راہ اختیار کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس ضمن میں جماعت اہل سنت کو دو تقاضوں کو جلد از جلد پورا کرنے کی جانب توجہ کرنی چاہئے، ایک یہ کہ انقلاب کے لئے پیش نظر لائحہ عمل کی وضاحت کی جائے، اور دوسرے یہ کہ اس کے لئے امت کے سواد اعظم کے نمائندہ ہونے کی بنا پر نہ صرف اہل سنت کی زیادہ سے زیادہ جماعتوں اور تنظیموں بلکہ اہل تشیع کو بھی اس انقلابی پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی جائے۔ بہرحال یہ فیصلہ اپنی جگہ نہایت خوش آئند ہے۔

قرآن کالج لاہور کی تقسیم اسناد کی پروقار سالانہ تقریب

کی روداد، جس کے مہمان خصوصی امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد تھے

مرتب : ذیشان دانش خان

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس دینی اور دنیاوی تعلیم کا بہترین سنگم ہے۔ کالج ہذا میں نصابی تعلیم کے ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور ہر سال طلبہ میں علمی، تحریری، تقریری، ذہنی اور جسمانی مقابلے کروائے جاتے ہیں۔ ان مقابلوں میں طلبہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ جس سے ان کی صلاحیتیں نکھر کر سامنے آتی ہیں۔

ان مقابلوں کے لئے طلبہ کو ٹیوٹوریل گروپوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور جو گروپ اول آتا ہے اسے ٹرافی دی جاتی ہے۔ انفرادی طور پر اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلبہ میں شیلڈز، کتب، میڈلز اور اسناد تقسیم کی جاتی ہیں۔ اس سال بھی قرآن کالج میں انعامی مقابلوں کا اہتمام کیا گیا۔ جن میں طلبہ نے اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ ان مقابلوں میں 'پہلی' دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ میں ۲۰/ اپریل بروز منگل قرآن آڈیٹوریم میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس تقریب میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض ایف اے سال دوئم کے طالبعلم قاضی فضل رحیم نے انجام دئے۔ قرآن کالج کے صدر مؤسس اور امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا تھا۔

پروگرام شروع کرنے سے پہلے بزم ادب کے انچارج پروفیسر اختر علی صاحب نے محترم ڈاکٹر صاحب کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ آپ پاکستان کے طول و عرض ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں ایک بلند پایہ اسلامی سکالر اور مفکر قرآن کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی بیشتر توانائیاں برسہا برس سے قرآن حکیم کے درس و تدریس میں صرف ہو رہی ہیں۔ اپنے انتہائی دل نشین انداز اور منفرد اسلوب میں آپ لاکھوں لوگوں کو قرآن حکیم کے عملی پیغام کی طرف متوجہ کر چکے ہیں۔ آج لاہور شہر سمیت پاکستان کے متعدد شہروں میں قرآن فہمی کی غرض سے وجود میں آنے والے اداروں کا کریڈٹ بجا طور پر محترم ڈاکٹر صاحب ہی کو جاتا ہے۔ آج ڈاکٹر صاحب کے دروس قرآن اور ترجمۃ القرآن کے آڈیو ویڈیو کیسٹیں لاکھوں کی تعداد میں دنیا بھر میں قبول عام و خاص ہیں۔

ناظم قرآن کالج جناب حافظ عاکف سعید کا مختصر تعارف کراتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حافظ صاحب مرکزی انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے تحت شائع ہونے والے علمی، دعوتی اور تحریکی جرائد ماہنامہ میثاق، ماہنامہ حکمت قرآن اور ہفت روزہ ندائے خلافت کے مدیر ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے فلسفہ میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد حافظ صاحب نے قرآن اکیڈمی میں دینی تعلیم کا کورس مکمل کیا اور پھر اسی ادارے کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ بعد ازاں قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس کے نئے پرنسپل جناب نجم الزماں سے اپنی نشست پر تشریف لانے کے لئے کہا گیا۔ جناب نجم الزماں نے ۱۹۷۱ء میں میرٹھ یورسٹی سے انگریزی ادب میں ایم اے کیا اور بی ایڈ کی ڈگری حاصل کر کے درس و تدریس کے سلسلہ سے منسلک ہو گئے۔ جبکہ ماہ رواں کی ۲۹ تاریخ سے قرآن کالج میں پرنسپل کی حیثیت سے عہدہ سنبھالا ہے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز ٹھیک ۱۰ بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت بلال احمد (ایف اے، سال دوم) نے حاصل کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد عمر فاروق (آئی کام، سال اول) کے طالب علم نے اپنی پر سوز اور دلکش آواز میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں نعت کا نذرانہ پیش کیا جبکہ آئی۔ سی۔ ایس سال اول کے طالب علم محمد عارف نے کلام اقبال پیش کیا۔

قرآن کالج کے پرنسپل جناب نجم الزماں صاحب نے کالج کی سال بھر کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس رپورٹ میں ان تمام کامیابیوں کا ذکر کیا گیا جو کالج نے تعلیم اور کھیل کے میدانوں میں حاصل کی تھیں۔ آپ نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کی زندگی کا مشن قرآنی تعلیمات کو عام کرنا اور قرآن کی عادلانہ تعلیمات پر مشتمل ایک حقیقی اسلامی معاشرہ قائم کرنا ہے۔ قرآن کالج بھی ان کے اسی مشن کا حصہ ہے جو ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا۔ قرآن کالج ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے اور لاہور بورڈ کے ساتھ الحاق شدہ ہے اس میں ایف اے، آئی سی ایس اور آئی کام کی ریگولر کلاسز کے علاوہ یونیورسٹی کے نصاب کے علاوہ بی اے تک تعلیم دی جاتی ہے۔ آپ نے کہا کہ یہاں طلبہ کی عمومی دلچسپی اور وقت کی اہم ضرورت کے پیش نظر طلبہ کو کمپیوٹر کی تعلیم بغیر کسی اضافی فیس کے دی جاتی ہے۔ طلبہ کا قرآن حکیم سے ذہنی و قلبی رشتہ جوڑنے کے لئے تجوید، عربی گرائمر اور قرآن کے منتخب دروس بھی شامل نصاب کیے گئے ہیں۔ مستقبل قریب میں کالج کا دائرہ افادیت بڑھانے کے لئے بی سی ایس، بی کام اور ایف ایس سی کی کلاسز شروع کرنے کا ارادہ ہے۔

اس کے بعد کالج کے ڈی پی ای جناب اشرف محمود کی زیر نگرانی دوسرے سکولوں سے آئے ہوئے بچوں نے مارشل آرٹس کا مظاہرہ پیش کیا۔ سنٹرل ماڈل سکول کے قمر حیدر اور عادل حیدر نے بھی اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ قرآن کالج کے طلبہ مدثر مناص، محمد اسحاق، فرخ منیر، محمد عارف، اسد مشتاق اور میس انچارج محمد فیروز نے Breaking کا مظاہرہ کیا۔ ایک سالہ کورس کے طالب علم طاہر سلیم اور انسٹرکٹر اشرف محمود نے بھی اپنے فن کا مظاہرہ پیش کیا۔ کھیلوں کے مظاہرے ختم ہونے پر صاحب صدر سے درخواست کی گئی کہ اپنے دست مبارک سے کالج کے سالانہ مقابلوں میں کامیاب ہونے والے طلبہ میں انعامات تقسیم فرمائیں۔ جن طلبہ نے انعامات حاصل کئے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

- ☆ عمر فاروق (آئی کام، سال اول)
- ☆ سعید انجم (بی اے، فائنل)
- ☆ حسنین طارق (آئی کام، سال اول)
- ☆ محسن آفتاب (ایف اے، سال دوئم)
- ☆ بلال احمد (ایف اے، سال دوئم)
- ☆ فضل رحیم (ایف اے، سال دوئم)
- ☆ مدثر مناص خادم (ایف اے، سال دوئم)
- ☆ غفور احمد اعوان (ایف اے، سال دوئم)
- ☆ حسن عارف (آئی سی ایس)
- ☆ محمد زمان (بی اے، فائنل)
- ☆ خواجہ عرفان اسلم (ایف اے، سال دوئم)
- ☆ مشتاق احمد اعوان (ایف اے، سال دوئم)
- ☆ فیاض رسول (بی اے، سال اول)
- ☆ عامر فاروق (ایف اے، سال اول)
- ☆ نعمان اقبال (آئی سی ایس)
- ☆ سید لیاقت علی (ایف اے، سال دوئم)
- ☆ شاہد محمود (بی اے، سال دوئم)

☆ ذیشان دانش (بی اے ' سال اول)
☆ عبدالماسح (ایف اے ' سال دوئم)
☆ زاہد احمد واصل (بی اے ' فائنل)
☆ حافظ محمد محسن (ایف اے ' سال دوئم)
☆ عادل الیاس عباسی (ایف اے ' سال دوئم)
☆ عمران عبدالغفار (ایف اے ' سال دوئم)
☆ عاصم الیاس (آئی کام ' سال دوئم)
☆ محمد طاہر (بی اے ' سال اول)
☆ اسد مشتاق (ایف اے ' سال اول
☆ ثاقب عمران (ایف اے ' سال اول)
☆ نصیر احمد (ایف اے ' سال اول)
☆ ہارون اشرف (آئی سی ایس)
☆ اسد منصور (بی اے ' سال اول)

اس کے بعد درج ذیل باقی طلبہ میں ناظم قرآن کالج عاکف سعید نے انعامات تقسیم کئے۔

☆ ساجد اقبال (ایف اے ' سال اول)
☆ قاضی مدثر وحید (ایف اے ' سال اول)
☆ قمرالحق (ایف اے ' سال دوئم)
☆ منیب احمد (آئی سی ایس)
☆ توحید احمد (آئی کام ' سال دوئم)
☆ نعیم یوسف (آئی کام ' سال اول)
☆ امجد علی بٹ (آئی سی ایس)
☆ رائے عثمان (آئی کام ' سال دوئم)
☆ مقبول احمد (آئی سی ایس)
☆ عامر رفیق (آئی کام ' سال دوئم)
☆ ہارون ادریس (آئی کام ' سال دوئم)
☆ ندیم قیوم (آئی کام)
☆ عمران محمد اسلم (بی اے ' فائنل)
☆ محمد محسن (ایف اے ' سال دوئم)

مارشل آرٹس کے انسٹرکٹر جناب اشرف محمود صاحب کو حسن کارکردگی پر ٹرافی اور سرٹیفکیٹ دیا گیا۔ ان سالانہ مقابلوں میں مجموعی طور پر گروپ سی کو اول آنے پر ٹرافی دی گئی۔ مارشل آرٹس کا مظاہرہ پیش کرنے والے بچوں اور سٹیج سیکرٹری کے علاوہ ' ہاسٹل کے وارڈن جناب مسعود اقبال اور اسسٹنٹ وارڈن جناب نوید عباسی کو بھی خصوصی میڈل دیئے گئے۔

مہمان خصوصی ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب

مہمان خصوصی اور صدر مجلس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنے صدارتی کلمات میں فرمایا کہ میں بہت عرصے بعد کالج کی تقریب میں شریک ہوا ہوں۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ میں قرآن کالج کے اغراض و مقاصد بیان کروں کہ یہ دوسرے کالجوں سے منفرد کیوں ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ دنیا ایک Global Village کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس دنیا کو سائنسدان چلا رہے ہیں یا عالم انسانیت کے معاملات کی اصل باگ ڈور علوم عمرانی (Social Sciences) یا علوم انسانی (Humanities) کے ماہرین کے ہاتھ میں ہے۔ علوم طبعی (Physical Sciences) اور مختلف پیشہ ورانہ علوم و فنون کے ماہرین درحقیقت فلسفہ و نفسیات ' معاشیات و سیاسیات ' عمرانیات کے شعبوں سے تعلق رکھنے والے نامور افراد اور ماہرین قانون کے تابع رہ کر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ اب غور کیجئے قائداعظم اور علامہ اقبال سائنسدان نہیں تھے بلکہ وہ فلسفہ اور قانون کے میدان سے متعلق تھے اور مفکر تھے۔ انہوں نے اپنے نظریات کے ذریعے مسلمانان ہند کی آزادی کی جنگ جیتی۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ معاشرہ کفر اور مادہ پرستی میں مبتلا ہے۔ کیونکہ اس معاشرے کو چلانے والے لوگوں کے نظریات الحاد اور مادہ پرستی کی طرف مائل ہیں۔ چنانچہ ہمیں ان تک قرآن کے نظریات کو فلسفیانہ ' حکیمانہ اور مدلل انداز میں پہنچانا ہے اور ان پر یہ حقیقت واضح کرنی ہے کہ اصل مالک ' حاکم اور خالق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہم تو اس کے خلیفہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہ آسان کام نہیں۔ کیونکہ اگر آپ پانی کے رخ پر تیرنا چاہتے ہیں تو یہ بہت آسان ہو گا۔ لیکن اس کے مخالف تیرنا بہت مشکل ہوتا ہے جب کہ اس سے بھی مشکل کام اس کا رخ موڑنا ہے۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ ایسے باہمت نوجوانوں کی کھیپ تیار کی جائے جو قرآن کے علم و حکمت سے بھی واقف ہوں اور اس کے ساتھ فلسفہ ' معاشیات اور سیاسیات جیسے عمرانی علوم میں مہارت رکھتے ہوں۔ کیونکہ ایسے باہمت اور علم و حکمت سے آشنا لوگ ہی قرآنی فکر کو عام و خاص تک پہنچا سکتے ہیں۔

آج سے گیارہ برس قبل قرآن کالج کے قیام کا مقصد بھی یہی تھا کہ عمرانی علوم اور قرآنی تعلیمات کو عام کیا جائے۔ ہمیں اس وقت بھی معلوم تھا کہ طلبہ کا رجحان بالعموم فزیکل سائنس ' مینجمنٹ سائنس اور کمپیوٹر سائنس کی طرف ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں ایسے طلبہ ملیں گے جنہیں دوسرے کالجوں میں داخلہ نہیں ملے گا۔ پھر بھی ہم نے قرآن کی آیت ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ کے مصداق یہ کالج علیٰ وجہ البصیرۃ قائم کیا تاکہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا جائے۔ کچھ لوگوں نے قرآن کالج کے نام سے یہ سمجھا کہ یہ کوئی دینی مدرسہ ہے۔ اس لئے ہم نے اب اس کے نام کے ساتھ آرٹس اینڈ سائنس کا اضافہ کیا ہے ' جبکہ آج کی تقریب میں یہ جان کر مسرت ہوئی کہ قرآن کالج میں مارشل آرٹس بھی شامل ہو گیا ہے جو ایک لحاظ سے اچھا قدم ہے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ہے :

ہو صداقت کے لئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے

صدر مؤسس ڈاکٹر اسرار احمد نے فرمایا کہ ۱۹۷۶ء میں قرآن اکیڈمی کا قیام علامہ اقبال کے خواب کا پہلا ظہور ہے۔ اس کے بعد اقبال کی مثالی یونیورسٹی کا تصور قرآن کالج کی شکل میں موجود ہے۔ جو رفتہ رفتہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے اور نظر آ رہا ہے کہ یہ شجر برگ و بار لانے کو ہے۔ قرآن کالج کے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قرآن کالج میں پڑھنے کی وجہ سے ان کا مستقبل تاریک نہیں ہوا بلکہ وہ عمرانی علوم میں سے کسی ایک میں ایم اے کر کے ایجوکیشنل کیریئر اختیار کر سکتے ہیں اور پھر پی ایچ ڈی یا ڈی لٹ وغیرہ کر کے اس شعبے میں قرآن حکیم کی ہدایت و رہنمائی کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کرنے کی دینی ذمہ داری پوری کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سی ایس ایس وغیرہ کے امتحانات پاس کر کے حکومت کے انتظامی شعبوں میں خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ اپنی سرکاری حیثیت کے مطابق لوگوں کی دینی رہنمائی اور تبلیغ کا فریضہ بھی سرانجام دے سکتے ہیں یا ایل ایل بی کر کے وکالت کا شغل بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جلد یا بدیر اس ملک میں اسلامی قانون نافذ ہو کر رہے گا اس وقت ایسے ماہرین کی شدید ضرورت ہو گی جو دینی علوم اور قوانین پر بھی دسترس رکھتے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ انسان کو اپنا ہدف اونچا رکھنا چاہئے کیونکہ انسان کو خود معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے اندر کیا کیا صلاحیتیں ہیں۔ جس طرح زمین کے نیچے موجود خزانے کا حصول زمین کھودنے پر ہی ہو سکتا ہے۔ بعینہ ایک مومن اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو محنت سے بیدار کر کے دین و دنیا میں کامران ہو سکتا ہے۔

آخر میں پرنسپل نے صاحب صدر ' ناظم قرآن کالج ' کالج کے اساتذہ ' دیگر حاضرین اور طلبہ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ تقریب کے اختتام پر تمام مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی اور طلبہ کو مشروب پیش کیا گیا۔

دعائے صحت کی اپیل

[illegible]

☆ ☆ ☆

☆ [illegible]

"اسلامی نظام کے قیام کے لئے....."

منہاجِ محمدیؐ کانفرنسوں کے انعقاد پر حیدر آباد سے ڈاکٹر محمد عارف سکندری کا اظہار خیال

مدیر محترم جناب حافظ عاکف سعید صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ رب العزت آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور راہ حق میں مصروف عمل بھی۔ ندائے خلافت کے دو شمارے مورخہ ۱۸ تا ۲۴ مارچ اور ۲۵ تا ۳۱ مارچ مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ ان شماروں میں منہاج محمدیؐ کانفرنسوں کی روداد پڑھ کر احساس ہوا کہ "اسلامی نظام کے قیام کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا اشد ضروری ہے"۔ اسی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے متحدہ اسلامی انقلابی محاذ تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو اپنے نیک مقاصد میں کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ایک ایسے وقت اور حالات میں متحدہ دینی محاذ تشکیل دینے کا ارادہ فرمایا ہے جب ملک کو ایک ایسے دینی محاذ کی اشد ضرورت ہے جو امت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر دے۔ پاکستان کے بڑے شہروں میں منہاج محمدیؐ کانفرنسوں کے انعقاد سے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام میں باہمی ہم آہنگی بھائی چارہ اور ایک دوسرے کا موقف جاننے کا موقع ملے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے امت کا درد اور امت کے مسائل کے حل کے سلسلے میں منہاج محمدیؐ کانفرنسوں کا انعقاد کیا۔ ان کانفرنسوں میں ملک کے چیدہ چیدہ علماء کرام نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور تقریباً تمام مکاتب فکر کی یہ خواہش ہے کہ اس ملک میں اللہ اور اس کے پیارے رسولؐ کا نظام نافذ ہو۔ مستقبل قریب میں متحدہ اسلامی انقلابی محاذ اگر تشکیل پا جاتا ہے تو یقیناً اس کے مثبت اثرات ملکی سیاست پر اثر انداز ہوں گے۔

آج پاکستان کے حالات کسی بھی باشعور شہری سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ جس ملک کو حاصل ہی اسلامی نظام کے قیام کے لئے کیا گیا ہو اور اسی ملک میں سودی نظام معیشت چل رہا ہو تو پوری ملت اسلامیہ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سر جوڑ کر بیٹھیں اور عوام کی رہنمائی کرتے ہوئے اسلامی نظام کے قیام کے لئے عوام کو بھی تیار کریں اور حکمرانوں کو مجبور کریں تاکہ وہ اسلامی نظام نافذ کریں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اپنی جھوٹی انا پرستی، خود پرستی اور شخصیت پرستی کے خول سے باہر نکلیں اور امت محمدیؐ کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اب ہمارے ملک کے علماء کرام کا فرض بنتا ہے کہ اس دینی محاذ میں شمولیت اختیار کریں اور پوری قوم کو ایک جامع لائحہ عمل دیں تاکہ پاکستان میں رائج باطل نظام سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر اسرار احمد کا سایہ ملک اور ملت پر قائم رکھے۔ رب العزت ڈاکٹر صاحب کو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام
ڈاکٹر محمد عارف سکندری
کھوکھر محلہ حیدر آباد سندھ

محنت اور سرمایہ!

یوں تو اس کارگہ حیات میں ان گنت مسائل و معاملات ایسے ہیں جن کی گتھیاں انسان اپنی عقل خداداد کی بدولت سلجھا چکا ہے۔ بایں ہمہ کچھ مسائل و معاملات ایسے بھی ہیں کہ جو ابھی تک حل طلب ہیں۔ انہی حل طلب مسائل میں سے ایک محنت و سرمایہ کے مابین حقوق و فرائض کی منصفانہ تقسیم بھی ہے۔ مغربی دنیا اپنے جمہوری نظام کو انسانی حقوق کا محافظ گردانتی ہے اور انسانیت کے تمام مسائل کا حل حقیقی جمہوری نظام کے قیام سے وابستہ کرتی ہے۔ مگر اہل نظر اسی جمہوری نظام حکومت کو سرمایہ داروں کی آمریت کا نام دیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

مغرب کے بظاہر جمہوری مگر حقیقتاً سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ دار کے مقابلے میں محنت کش کی حیثیت بوجھ اٹھانے والے جانور سے زیادہ نہیں۔ چنانچہ اسے معاشی حیوان قرار دے کر اس کے کچھ معاشی و معاشرتی حقوق بھی متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر انسانی حقوق کے ان بلند بانگ دعوؤں کے باوجود موجودہ عہد اس شعر کا مصداق ہی ہے کہ ؎

دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہد قدیم
اہل سجادہ ہیں، یا اہل سیاست ہیں امام

مغرب میں رائج الوقت جمہوری نظام نے "آزادی" کو اپنا "ماٹو" قرار دے کر مذہبی اور اخلاقی اقدار کی پامالی اور بے حرمتی کا راستہ کھول دیا۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ مغرب میں "مذہب" نام کی کوئی شے آپ کو نظر نہیں آتی۔ سودی نظام معیشت کے زیر سایہ طلب اور رسد کے بے رحم قانون کے تحت سرمائے کو حاکمیت کے منصب پر فائز کر کے محنت کو اس کا غلام و محتاج بنا کر رکھ دیا گیا۔ محنت و سرمایہ کی اسی کشمکش کو شاعر مشرق نے یوں الفاظ کا جامہ پہنایا ؎

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے
دیکھئے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون

محنت و سرمایہ کی اس محاذ آرائی اور صف آرائی کو ختم کرنے کا دعویٰ کمیونزم کے علمبرداروں نے بھی کیا اور انسانیت کو آزادی کی نیلم پری کی بجائے مساوات کا دلفریب نعرہ دیا۔ سودی نظام کے زیر سایہ ظلم کی چکی میں پسنے والی انسانیت نے کمیونزم کی "مساوات" کو اپنے دکھوں کا مداوا سمجھ کر اس نئے نظام کے لئے اپنی حریت اور آزادی کی اعلیٰ قدر بھی قربان کر دی مگر مساوات حاصل کرنے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ کمیونزم کی تمام تر تدبیروں کے باوجود محنت و سرمایہ میں مساوات قائم نہ کی جا سکی اور یہ فتنہ آشوب خیز ٹل نہ سکا۔

غرض جمہوریت اور کمیونزم جیسے نظام ہائے حیات سرمایہ و محنت کے مابین جاری کشمکش کو ختم کرنے میں یکسر ناکام ہو گئے۔ اس ناکامی کا اصل سبب یہ ہے کہ دونوں جگہ وحی الٰہی سے روگردانی کر کے عقل کی روشنی میں یہ پیچیدہ مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

اسلام جو ہر شعبۂ زندگی میں اپنی تعلیمات کا اثر و نفوذ چاہتا ہے، نے سرمایہ و محنت کی موجودہ کشاکش کا جامع اور آسان حل پیش کر کے اپنی افادیت اور برتری قائم رکھی ہے۔ سرمایہ و محنت کے مابین موجودہ آویزش کو ختم کرنے کے لئے اسلام کہتا ہے کہ ؎

حکم حق ہے لیس للانسان الا ما سعی
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار

اسلامی نظام، جمہوریت کی "آزادی" اور کمیونزم کی "مساوات" کی بجائے عدل کو اپنا ماٹو قرار دے کر محنت کش طبقے کو محنت کا عادلانہ معاوضہ دینے کی تلقین کرتا ہے تاکہ ایک محنت کش بھی معاشرے کا باوقار فرد بن سکے۔ مگر افسوس کہ عالم اسلام مزدوروں کو اسلامی حقوق عطا کرنے کے معاملے میں ابھی تک لادینی جمہوریت اور بے خدا کمیونزم سے بھی کوسوں دور ہے!

☆ ☆ ☆

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

انجمن خدام القرآن ملتان کے زیر اہتمام پانچ روزہ تفہیم دین پروگرام

انجمن خدام القرآن ملتان کے زیر اہتمام ۱۲ تا ۱۶/ اپریل ۹۹ء بعد نماز مغرب تا عشاء پانچ روزہ تفہیم دین پروگرام کا انعقاد قرآن اکیڈمی ملتان میں ہوا۔ جس میں صادق آباد' لاہور' فیصل آباد اور گوجرانوالہ کے اکابرین تنظیم اسلامی نے لیکچرز دیئے۔ اس پروگرام کی تشہیر کیلئے ۳۰۰۰ ہینڈ بلز اور کچھ کارڈز تقسیم کیے گئے تھے۔ پہلے دن کی نشست کا آغاز تنظیم اسلامی صادق آباد کے امیر جناب حافظ محمد خالد شفیع کے لیکچر سے ہوا۔ موصوف نے جہاد بالقرآن کے موضوع پر اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج اُمت مسلمہ زوال سے دوچار ہے اور عالمی سطح پر مسلمانوں کی کوئی عزت نہیں ہے۔ قرآن مجید نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہود کے متعلق آسمانی کتاب کی ناقدری کے بارے میں جو فتویٰ دیا تھا۔ اس فتویٰ کی مصداق آج امت مسلمہ ہے۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرہ میں قرآن مجید اور اس کے فہم کو عام کیا جائے۔ علماء کرام کو بھی چاہیے کہ وہ مسلک سے بالاتر ہو کر امت مسلمہ کو جوڑیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اگر آج قرآن مجید پر عمل کرتے ہوئے نظام عدل و قسط کو نافذ کر دیں تو اللہ تعالیٰ آسمان سے اپنی رحمت برسائے گا اور زمین بھی اپنے خزانے اگل دے گی۔

دوسرے دن امیر محترم کے جانشین محترم حافظ عاکف سعید' جو لاہور سے تشریف لائے' نے قرآن کا تصور نیکی کے موضوع پر اپنے خطاب میں کہا کہ ہمارے معاشرے میں نیکی کا جو تصور رائج ہے قرآن کا تصور نیکی اس کے برعکس ہے۔ ہمارے معاشرے کا ہر شخص اپنے اپنے مزاج کے مطابق کوئی نہ کوئی نیکی کا تصور رکھتا ہے۔ چاہے وہ کوئی فاحشہ عورت' جیب کترا ہو' بدمعاش ہو' سود خور ہو' شہری ہو' دیہاتی ہو' امیر ہو' غریب ہو' ہر شخص اپنی سوچ کے مطابق کوئی نہ کوئی اچھا کام کر کے اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں واضح طور پر آیا ہے کہ نیک اور متقی شخص صرف وہ ہے جو اللہ پر' آخرت پر اور رسالت پر پختہ یقین رکھتا ہو۔ اور وہ محبت کے علی الرغم اپنا مال رشتہ داروں' یتیموں' مساکین' مسافروں اور مقروضوں پر خرچ کرے۔ وہ نماز اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو۔ وعدہ کی پاسداری کرے' امانت میں خیانت نہ کرے اور مصیبت' تنگی اور اللہ کی راہ میں جنگ کے وقت صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ ایسے ہی لوگ متقی اور راست باز ہیں۔

تیسرے دن پروگرام کا آغاز جناب شاہد اسلم ناظم حلقہ گوجرانوالہ کے خطاب سے ہوا۔ موصوف نے منہج انقلاب نبوی ؐ پر لیکچر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آج سے چودہ سو سال پہلے جس طرز پر نبی آخرالزماں محمدؐ نے اپنی ۲۳ سالہ محنت و جہاد کے نتیجے میں انقلاب برپا کیا تھا اور جس طرح آپ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو دین اسلام کیلئے مر مٹنے کیلئے تیار کیا تھا' آج بھی اسی طریقہ کو اختیار کر کے بیعت سمع و طاعت کی بنیاد پر انقلابی جماعت منظم کرنا ہوگی اور جب معتدبہ تعداد حاصل ہو جائے تو دین کو نافذ کرنے کیلئے باطل نظام سے ٹکرلی جائے۔

چوتھے دن کے پروگرام کے آغاز میں ناظم اعلیٰ بیرون پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے ہدایت قرآنی کے تقاضے بیان کیے۔ موصوف نے فرمایا کہ قرآن زبردستی کسی کو ہدایت نہیں دیتا اور نہ ہی قرآن پڑھنے والے ہر فرد کو ہدایت ملتی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ہی کا دعویٰ ہے کہ کتنے ہی لوگ قرآن مجید کو پڑھنے سے گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ اس سے ہدایت بھی اخذ کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت سے نوازتا ہے۔ قرآن مجید سے اس شخص کو ہدایت ملتی ہے جو واقعتاً خلوص دل کے ساتھ اللہ سے دعا کرے اور ارادہ بھی کرے کہ وہ شخص اپنے دنیوی مفادات' فتویٰ فروشی' مناظرہ بازی کیلئے علم حاصل نہیں کر رہا بلکہ وہ واقعتاً اسلام کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ یعنی جب اس کا قول اور عمل ایک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے رشد و ہدایت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ ایسا انسان نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی کامیاب ہوگا۔

آخری روز محترم ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے "قرآن برصغیر پاک و ہند میں" کے موضوع پر خطاب فرمایا کہ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا جو نبی اکرم ﷺ کی زبان تھی مگر خدمت قرآنی میں برصغیر پاک و ہند کے خادمین قرآن بھی پیچھے نہیں رہے۔ محترم شاہ ولی اللہ دہلوی نے قرآن مجید کا ترجمہ شائع کر کے پورے عالم اسلام میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ مزید برآں شیخ الہند مولانا محمود حسن' عبدالحق محدث دہلوی' مولانا ابوالکلام آزاد' علامہ اقبال اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے خدمت قرآنی میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ آج ضرورت ہے کہ قرآن اور حدیث کو عام کیا جائے اور تمام مسالک سے بالاتر ہو کر ایسے ادارے اور اکیڈمیز بنائی جائیں جہاں پر اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو قرآن اور حدیث کا علم سکھایا جائے۔ اسی مقصد کے پیش نظر پاکستان اور بیرون ممالک میں انجمن خدام القرآن کی کئی شاخیں کام کر رہی ہیں۔

(رپورٹ: شہباز نور)

قرآن اکیڈمی میں شب بسری کا پروگرام

ہفتہ ۲۴/ اپریل قرآن اکیڈمی لاہور میں تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام لاہور جنوبی اور لاہور شرقی کے رفقاء کے لئے شب بسری کا پروگرام منعقد ہوا۔ بعد نماز عشاء ۹ بجے نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے تذکیر بالقرآن کے پروگرام سے شب بسری کا آغاز ہوا۔ رفقاء و احباب کی بڑی تعداد پروگرام میں شریک تھی۔ جناب حافظ عاکف سعید نے سورۂ فاطر کے چوتھے رکوع کو اپنے درس کا موضوع بنایا۔ انہوں نے بتایا کہ اس رکوع میں مظاہر فطرت کی طرف توجہ دلا کر خشیت الٰہی' عبادات اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہے جبکہ اللہ کی نافرمانی اور ناشکری کرنے پر جہنم کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ تذکیر بالقرآن کے بعد ناظم لاہور شرقی جناب رشید ارشد نے درس حدیث کے ذریعے رفقاء کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں۔ ساڑھے دس بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ پونے گیارہ بجے ایک سالہ کورس کے طالب علم قاضی فضل حکیم نے سیرت صحابہؓ کے مختلف گوشوں کے حوالے سے کہا کہ جب تک ہم صحابہؓ کی طرح دین کو مقدم اور دنیا کو مؤخر نہیں کریں گے' کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آخر میں فرقان دانش خان نے فضائل اعمال کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایمان حقیقی ہی انسان کو اطاعت پر آمادہ کرتا ہے۔ تاہم یہ انسانی فطرت ہے کہ اجر و ثواب کی امید بھی عمل کے لئے وجۂ محرک بنتی ہے۔ اس لئے ہمیں اعمال کے فضائل بیان کرنے چاہئیں۔ انہوں نے فضائل قرآن اور فضائل دعوت و تبلیغ سے متعلق کچھ آیات اور احادیث بھی بیان کیں۔ جناب عبدالرزاق ناظم حلقہ لاہور نے اختتامی کلمات میں شب بسری کے پروگراموں کی افادیت بیان کی اور رفقاء کو آئندہ پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ احباب کو اپنے ساتھ لانے کی ہدایت کی۔ رات بارہ بجے سے ساڑھے تین بجے تک رفقاء نے آرام کیا۔ نماز تہجد' تلاوت اور صلوٰۃ الفجر کی ادائیگی کے بعد تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے امیر جناب ڈاکٹر عارف رشید نے درس قرآن دیا۔ اجتماعی دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: عبداللہ محمود)

تنظیم اسلامی بہاولنگر کا دو روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی ضلع بہاولنگر کا دو روزہ پروگرام تحصیل فورٹ عباس ڈگیاں والی مسجد میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز یکم اپریل نماز عصر کے بعد ہوا۔ جناب سعید اظہر اور ان کے ایک ساتھی بھی شامل پروگرام تھے۔ پہلا خطاب جناب ذوالفقار علی کا تھا۔ بعد ازاں باہمی تعارف ہوا۔ مسجد کے آداب' تنظیم کے کام اور قرآن کی شان کے متعلق گفتگو ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد ایک ساتھی کا قرآن پاک کی

جناب محمد بن عبدالرشید رحمانی نے قارئین ندائے خلافت سے درخواست کی ہے کہ وہ دعا کریں کہ نہ صرف وطن عزیز بلکہ سارے عالم میں یہودی سودی نظام کی نحوست ختم ہو جائے۔ قوم کے پیٹ میں رزق حلال جائے۔ یہ ہوش میں آئیں اپنے دشمن پہچان لیں اور خلافت کا دور لانے کی جدوجہد میں پھر شامل ہو کر قوت بن کر طاغوت کے بت کو پاش پاش کریں۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8 شمارہ 16
سالانہ زرتعاون - /175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے تحریر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

اہمیت پر خطاب ہوا۔ نماز عشاء کے بعد سیرت صحابہؓ پر پروگرام ہوا۔ بعد ازاں شکیل اختر نے کھانے کے آداب بیان کئے۔ نماز فجر کے بعد تنظیم کے امیر محمد منیر احمد نے درس قرآن دیا۔ بعد ازاں سعید اظہر صاحب نے نظام العمل کا طریقہ کار سمجھایا۔

نماز جمعہ میں تنظیم کے ضلعی امیر منیر احمد صاحب نے خطبہ جمعہ دیا جس میں لوگوں کو تنظیم میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ جناب رمضان صاحب نے جہاد بالقرآن کے موضوع پر خطاب کیا۔ نماز عصر کے بعد امانت صاحب نے نبی ﷺ کے مقصد بعثت کے متعلق خطاب کیا۔

(رپورٹ : غ-م)

تونسہ شریف میں حلقہ پنجاب جنوبی کی دعوتی سرگرمیاں

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے قرآن و احادیث کے حوالے سے بڑے مدلل انداز میں اس بات کو کافی اجاگر کیا ہے کہ قیامت سے قبل اسلام کا عالمی غلبہ ہو کر رہے گا۔ اس غلبہ دین کے لئے "فرائض دینی کا ایک جامع تصور" بھی پیش فرمایا۔ انہی فرائض کی ادائیگی کیلئے تنظیم اسلامی کا ہر رفیق سرگرم عمل ہے اور اقامت دین کو فرض عین سمجھتے ہوئے اپنے تئیں پوری کوشش کر رہا ہے تاکہ لوگوں پر حجت پوری کر دی جائے۔ ساتھ ہی ساتھ ایسی ٹیم تیار کی جائے جو غلبہ دین کیلئے اپنا وقت' مال اور جان کھپانے کے لئے تیار ہو۔ دو سال قبل جناب مختار حسین فاروقی کے تعاون سے چند پروگرام مرتب کیے گئے جو نہ صرف کامیابی سے جاری ہیں بلکہ ان میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

ہر پندرھویں دن امیر محترم کے خطاب کی ویڈیو کیسٹ دکھائی جاتی ہے۔ اس پروگرام میں زیادہ تر پروفیسر' ٹیچر اور وکلاء حضرات شرکت کرتے ہیں۔ امیر حلقہ نے حسب پروگرام ۸/ اپریل کو نماز عصر کے بعد مکی مسجد میں درس قرآن دیا۔ مغرب کے بعد جامع مسجد اہلحدیث میں درس قرآن ہوا۔

تیسرا پروگرام جامع مسجد حنفیہ میں ہوا۔ امیر محترم مولانا عبداللطیف اور امام مسجد قاری عزیز احمد کے تعاون سے یہ پروگرام گذشتہ ١٦ ماہ سے باقاعدگی سے ہو رہا ہے۔ مولانا محترم کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے۔ مگر وہ تنظیم اسلامی کی دعوت قرآنی سے بھی اتفاق کرتے ہیں۔ درس کے بعد راقم کی رہائش گاہ پر رات دس بجے ناظم حلقہ سے جماعت اسلامی کے ایک نوجوان تعلیم یافتہ کارکن خورشید احمد کھوسہ (جو کہ اسیران لاہور کے ساتھ دو ماہ بہاولپور جیل میں قید کاٹ کر چند دن قبل رہا ہو کر آئے) نے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں تنظیم اسلامی اور جماعت اسلامی کے انقلابی فکر پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔

۹/ اپریل نماز فجر کے بعد جامع مسجد لنگاہ والی میں امیر حلقہ نے درس قرآن دیا۔ ناظم حلقہ جناب سعید اظہر عاصم نے مسجد بڈا میں نماز جمعہ کے موقعہ پر خطاب کیا۔ امیر حلقہ نے غنا صاحب سے علم کی اہمیت' دعوت قرآنی اور عالمی حالات پر گفتگو کی۔ غنا صاحب امیر حلقہ کی گفتگو سے متاثر ہوئے۔ خطاب جمعہ میں ناظم حلقہ نے سورۃ الصف کے حوالے سے موجودہ حالات اور مسلم امہ کی بربادی کے اسباب پر روشنی ڈالی۔ نیز ان حالات کی تبدیلی کے لئے لائحہ عمل واضح کیا کہ جب تک ہم قرآن کے احکام اور اللہ کے نبیؐ کے طریقے پر عمل نہیں کریں گے اس وقت تک اسی طرح یہود و ہنود کے شکنجوں میں جکڑے رہیں گے۔ بعد ازاں جناب سعید اظہر عاصم ڈیرہ غازی خان کے لئے عازم سفر روانہ ہوئے۔ راقم نے گزشتہ ماہ سے محلہ جتاں والا کی مسجد میں مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب کا سلسلہ وار درس بھی شروع کیا ہے جس کے لئے رفیق تنظیم فیاض احمد پرنسپل مون لائٹ سکول اور تونسہ بار کے صدر عبدالسلام خان بزدار خصوصی تعاون کر رہے ہیں۔

(رپورٹ : رضا محمد گجر)

رفقاءِ ایبٹ آباد کا دعوتی و تربیتی اجتماع

ایبٹ آباد میں تنظیم اسلامی کے اسرہ جات کا ماہانہ دعوتی و تربیتی اجتماع شیخ البانڈی کی مقامی مسجد میں منعقد ہوا۔ رفقاء نماز عصر سے قبل متعلقہ مسجد میں پہنچ گئے۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد چارٹ کی مدد سے عبدالجلیل صاحب نے فرائض دینی پر سیر حاصل گفتگو کی۔ سردار محمد ثاقب' بصیر احمد اور راجہ اختر نے بھی دینی حوالے سے اظہار خیال کیا۔ بعد ازاں تمام رفقاء نے اسی پر مذاکرہ کیا۔ نماز مغرب کے بعد بصیر احمد نے حدیث مبارکہ بیان کی' عرفان طاہر نے نظم جماعت کی اہمیت پر مطالعہ کروایا اور مذاکرہ کنڈکٹ کیا۔

جناب اقبال نے دعوت و تبلیغ کے آداب اور حکمت پر بات کی۔ اقبال صاحب نے کہا کہ دعوت کے سلسلے میں داعی کا ذاتی کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور دعوت کے لئے حکمت ضروری ہے۔ مخاطب کے مزاج' ذہنی سطح اور موقع محل کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے۔ نماز عشاء کے بعد راقم نے سورۃ العصر پر درس دیا۔ آخر میں تمام احباب کو تنظیم کی دعوت دی گئی۔ احباب میں ماہانہ میثاق اور ندائے خلافت تقسیم کئے گئے۔ (رپورٹ : ذوالفقار علی)

ہمک ماڈل ٹاؤن راولپنڈی کا دو روزہ کیمپ

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی تحت کے ۲۰ تا ۲۱/ مارچ کو دو روزہ دعوتی و تربیتی کیمپ ہمک ماڈل ٹاؤن میں لگایا گیا۔ کیمپ کے امیر جناب ریاض حسین تھے۔ راقم نے معاون خصوصی کی ذمہ داری ادا کی۔ سب سے پہلے دعوتی کیمپ کے لئے خیمہ نصب کیا گیا۔ اللہ کرے کہ ایسے ہی دین بھی ہمارے ہاتھوں قائم ہو جائے۔

امیر کیمپ نے رفقاء سے کہا کہ اس پروگرام میں شرکت کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہونا چاہئے۔ بعد ازاں دو روزہ پروگرام کی پلاننگ کی گئی۔ دو دعوتی جماعتیں احباب سے ملاقاتوں کے لئے روانہ ہو گئیں۔ کیمپ میں موجود رفقا نے "دین و مذہب" کے موضوع پر مذاکرہ کیا۔ نماز ظہر اور ظہرانہ سے فراغت کے بعد رفقاء کو آرام کا موقع دیا گیا۔ دعوتی پروگرام کے لئے رفقاء نے گھر گھر جا کر دعوتی ہینڈ بل تقسیم کئے۔ مغرب کے بعد راقم کا درس قران نیاز احمد صاحب کے گھر پر ہوا۔ درس کا موضوع "اسلام مکمل ضابطہ حیات" تھا۔

عشاء کے بعد رحمانیہ مسجد میں ڈاکٹر امتیاز احمد کا درس قرآن ہوا۔ عشاء کے بعد نقیب اُسرہ کامرہ اعجاز خان کا درس قرآن "نیکی کا قرانی تصور" کے موضوع پر ہوا۔ عشائیہ کا اہتمام نیاز احمد صاحب کے ہاں تھا۔ بعد ازاں کیمپ میں اذکار مسنونہ کی اہمیت پر گفتگو ہوئی۔ گفتگو راقم اور جناب ریاض حسین نے کی۔

۲۱/ مارچ کو بعد از نماز فجر راقم نے سورۂ تغابن کے پہلے رکوع کا درس دیا۔ ناشتہ کے بعد رفقاء نے "دین و مذہب میں فرق" کے موضوع پر ہینڈ بل گھر گھر پہنچائے۔

ہوسٹل وارڈن کی ضرورت ہے

قرآن اکیڈمی ہاسٹل کے لئے تجربہ کار' پختہ عمر اور اچھی صحت کے حامل ہاسٹل سپرنٹنڈنٹ' ترجیحا ریٹائرڈ فوجی کی فوری ضرورت ہے۔ سنگل رہائش اور طعام ادارے کی جانب سے بلامعاوضہ ہو گا۔ رفقائے تنظیم اسلامی میں سے "اعزازی" طور پر یا "بامعاوضہ" خدمت سرانجام دینے والے خواہش مند حضرات فوری رابطہ فرمائیں۔

رابطہ روزانہ عصر تا عشاء (سوائے اتوار) قمر سعید قریشی
ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن' فون : 5869501-03